ڈاکٹر محمد آصف اعوان

استاد شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

مولانا غلام رسول مہر: بحیثیت غالب شناس

Dr. Muhammad Asif Awan

Department of Urdu,G.C.University Faisalabad.

Moulana Ghulam Rasool Mehar: As an Expert of Ghalibiat

Moulana Ghulam Rasool Mehar was a great Urdu writer, journalist and historian. This article "Moulana Ghulam Rasool Mehar As Ghalib Shanas" introduces a very important aspect of Moulana Ghulam Rasool Mehar's literary words. Moulana Mehar not only wrote a biography of Ghalib,based on letters of Ghalib, but also edited Ghalib's works. Moreover, he wrote dozens of critical and research articles on Ghalib and thus brought to light differentaspects of Ghalib's personality and his poetic genius.

اگرچہ مولانا غلام رسول مہر (۱۴اپریل۱۸۹۳ء-۱۶نومبر۱۹۷۱ء) کی زندگی کا ایک معتد بہ حصہ صحافت کی نذر ہوا تاہم خالص علمی واَدبی موضوعات پر بھی اُن کا تحریری سرمایہ اُردو زبان واَدب کا ایک بیش بہا حصہ ہے۔ خاص طور پر اُردو اَدب میں غالب شناسی کی روایت کو آگے بڑھانے میں مولانا مہر کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا مہر نے مرزا غالب (۲۷ دسمبر۱۷۹۷ء-۱۵فروری۱۸۶۹ء) کو نہ صرف ایک شاعر اور اَدیب بلکہ ایک نقاد کی حیثیت سے بھی پرکھا اور اس پر اَپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا مہر کے نزدیک غالب اَپنے فکر وفن کے اعتبار سے قدیم اور جدید کے درمیان ایک زریں سلسلے کی حیثیت رکھتے تھے۔(۱)

وہ اَپنے ایک مضمون بعنوان ''میرزا غالب نقاد کی حیثیت سے'' میں رقم طراز ہیں:

> میرزا جس ماحول میں پیدا ہوئے، جس ماحول میں اُنہوں نے پرورش پائی اور علم حاصل کیا، جس ماحول میں اُن کی مشق سخن کا آغاز ہوا، اس کے مروّجات اور معمولات سے وہ یک قلم آزاد و بے نیاز نہیں رہ سکتے تھے

> تاہم اُنھوں نے جس طرح اَپنے نادراسلوبِ فکر سے دورِقدیم اوردورِجدید میں برزخ کا مقام پیدا کیا۔اسی طرح تنقید میں بھی اِن کو برزخ ہی کا مرتبہ حاصل ہے یعنی پچھلوں سے کامل قطع تعلق نہ کرتے ہوئے آنے والوں کے لیے نئے راستے پیدا کیے اوراپنی انقلاب آفریں فطرت سے کام لے کر جدید دور کی بنیادیں اُستوار فرمائیں۔ (۲)

گو اُردو میں غالب شناسی کی روایت کا آغاز تذکروں ہی سے ہو جاتا ہے تاہم اِس ضمن میں مولانا الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء-۱۹۱۴ء) کی کتاب ''یادگارِ غالب'' ۱۸۹۷ء، عبدالرحمٰن بجنوری (ف ۷نومبر ۱۹۱۸ء) کا دیوانِ غالب کا مقدمہ بعنوان ''محاسن کلام غالب'' ۱۹۱۹ء اور ڈاکٹر لطیف کی انگریزی کتاب "Ghalib" ۱۹۲۸ء زیادہ اہم ہیں۔ان کتابوں میں غالب کے ساتھ محبت وشیفتگی کا اظہار بھی ہے، کلام غالب کے محاسن کا تذکرہ بھی ہے اوراس کے ساتھ ساتھ سخن غالب کے نقائص ومعائب کو بھی بیان کیا گیا ہے تاہم مطالعہ غالب کی روایت میں حالی کی ''یادگار غالب'' کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حالی کو غالب کا براہِ راست شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل تھا اور اس لحاظ سے اُنہیں غالب کو قریب سے دیکھنے، جاننے اور سمجھنے کے زیادہ مواقع ملے تھے۔خود مولانا مہر معترف ہیں کہ:

> میرزا غالب کے اشعار کی تشریح وتفصیل میں سب سے اُونچا درجہ خواجہ حالی مرحوم کا ہے،اس لیے کہ وہ خود عالی مرتبہ سخن فہم وسخن سنج تھے اوراس لیے بھی کہ اُنہوں نے اَپنے اوقاتِ گرامی کا خاصا حصہ میرزا غالب کی صحبت میں گزارا تھا اوراُن سے مختلف اشعار کے متعلق استفسار کرتے رہتے تھے۔ (۳)

مولانا حالی سے توقع یہی تھی کہ وہ غالب سے اَپنے خصوصی تعلق کی بنا پر غالب کی شخصیت کے داخلی اور خارجی پہلوؤں اور کلام کے حوالے سے ایسی جامع تصنیف سپردِقلم کریں گے جو ہر لحاظ سے تسلی بخش ہو لیکن ایسا نہ ہوا۔یہی وجہ ہے کہ مولانا مہر لکھتے ہیں کہ:

> خواجہ مرحوم نے جو کچھ تحریر فرمایا وہ اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن بعض اشعار میں معنویت کے ایسے پہلو بھی موجود تھے جن کی تشریح نہ کی گئی۔ (۴)

جہاں تک ''یادگارِ غالب'' کی سوانحی حیثیت کا تعلق ہے تو اِس ضمن میں ڈاکٹر شفیق احمد لکھتے ہیں کہ:

> یادگارِ غالب میں سوانحی پہلو پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی جس کی بنا پر یہ حصہ بہت حد تک تشنہ رہ گیا تھا۔غالباً اِسی کے پیش نظر مولانا مہر نے غالب کے سوانحی حالات مرتب کرنے کا مشکل فریضہ انجام دینے کی کوشش کی۔اُن کی ہی کوشش ''غالب'' کی شکل میں مرزا کے مداحوں کے سامنے ہے۔ (۵)

''یادگارِ غالب'' کی سب سے بڑی کمی یہ تھی کہ حالی نے اس کتاب کو ترتیب دیتے ہوئے غالب کی تحریروں خصوصاً مکاتیب غالب سے استفادہ نہ کیا حالانکہ خطوطِ غالب کو غالب کے نجی حالات، داخلی شخصیت، مزاج اور میلانِ طبع کے سمجھنے کے حوالے سے خصوصی اہمیت حاصل ہے۔اِس صورتِ حال میں ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ ''یادگارِ غالب'' کے بعد غالب کی ایک

ایسی سوانح لکھی جائے کہ جس کا زیادہ تر حصہ خود غالب کی تحریروں سے ترتیب دیا گیا ہو، چنانچہ اِس ضرورت کو مولانا غلام رسول مہر کے خامہ زرنگار نے تسویدِ ''غالب'' کی صورت میں پورا کیا۔

مولانا مہر کی حیاتِ غالب پر مشتمل کتاب ''غالب'' پہلی مرتبہ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے کل پندرہ ابواب ہیں۔ اِن ابواب میں مولانا مہر نے غالب کے نام ونسب، خاندانی حالات، دہلی میں سکونت، شادی، سفر کلکتہ، پنشن، اسیری، عوارض ووفات اور اخلاق وعادات کی تمام تفصیلات نہایت شرح وبسط کے ساتھ رقم کی ہیں۔ چونکہ ''غالب'' کے مصادر ومنابع خود غالب کی تحریریں ہیں اِس لیے یہ کتاب ایک ایسا تمثال بنی ہوئی نظر آتی ہے جس کے ہر پہلو سے غالب کی حقیقی زندگی کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ اُردو سوانح نگاری کی تاریخ میں یہ پہلا تجربہ تھا کہ صاحب سوانح کی سرگزشت حیات خود اُس کی اپنی تحریروں سے مرتب کی جائے۔ الطاف فاطمہ ''غالب'' کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ:

> یہ تصنیف سوانح غالب کے طور پر ہی ایک کارنامہ اور شاہکار کا درجہ نہیں رکھتی بلکہ اُردو فن سوانح نگاری میں ایک نیا اور نا قابل فراموش اضافہ ہے۔ مولانا غلام رسول مہر نے اُردو سوانح نگاری کو ایک نئے طریق سے روشناس کیا ہے یعنی صاحب شخصیت کی نظم ونثر اور نجی خطوط کی روشنی اور حوالے سے اُس کی سوانح مرتب کرنا۔ (۶)

مولانا مہر، غالب کی بشری کمزوریوں کے باوجود غالب کے عاشق تھے۔ وہ اعتراف کرتے ہیں کہ غالب میں شراب نوشی کی عادت تھی مگر اُن کے نزدیک شراب نوشی سے غالب کی عظمت بطور شاعر کم نہیں ہوتی۔ (۷) مولانا مہر ایک خط میں رقم طراز ہیں:

> یقیناً مرزا شراب پیتے تھے اور جوا بھی کھیلتے تھے۔ اُن میں اور اخلاقی ذمائم بھی ہوں گے لیکن اُن کی صد سالہ برسی منانے کے یہ مبانی نہیں ہیں بلکہ اُن کے محاسن اتنے بلند اور روشن ہیں کہ اُن کے باوصف شعر واَدب کے معاملے میں اُن کی قدر ومنزلت دنیا کے نزدیک مسلّم ہے۔ (۸)

مولانا مہر نے غالب کی شخصیت، فن اور کلام کے معنوی پہلوؤں پر جس نادر اور اچھوتے انداز میں روشنی ڈالی ہے اِس کی کوئی اور مثال اُردو اَدب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مرزا غالب کا ایک شعر ہے:

> ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
> دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے (۹)

مولانا غلام رسول مہر اِس شعر کی بابت لکھتے ہیں کہ:

> عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اِس شعر میں غالب نے جنت کو بے حقیقت اور محض خیالی سراب قرار دیا ہے جو دِل کو خوش رکھنے یا فریبِ مسرت کے لیے ایجاد کی گئی۔
>
> میں جانتا ہوں کہ سخن وروں کے ہر شعر کو مذہب وشریعت کی میزان پر نہیں تولا جا سکتا۔ جو لوگ ایسے اشعار کے متعلق حسن ظن کے مسلک پر چلتے ہیں وہ یہ کہہ کر گزر جاتے ہیں کہ یہ ''رندانہ'' بات ہے اور رندی کے معانی

> کی وسعت محتاج تشریح نہیں، لیکن اگر غور و تحقیق کا قدم آگے بڑھایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اِس شعر کے ایک اور معنے بھی ہو سکتے ہیں جسے غالب کی بلند نظری اور ذوقِ عرفان سے زیادہ مناسبت ہے۔ جنت کے متعلق مذہبی کتابوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے حکمت و معرفت کا مذاق رکھنے والے احباب اِسے محض مجازی رنگ میں قبول کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدائے رحیم و کریم اَپنے فرماں بردار اور اطاعت گزار بندوں کو نیک عملی کے بدلے میں سرور و راحت ابدی کی جو نعمتیں عطا کرے گا، اُن کی حقیقت ہمارے تصور سے بہت اونچی ہے۔ مذہبی کتابوں میں اِس سرور و راحت کو بیان کرنے کے لیے جو تعبیریں اختیار کی گئیں، وہی تھیں جو انسانوں کی سمجھ میں آ سکتی تھیں مثلاً شاداب باغ ہوں گے، ان میں نہریں جاری ہوں گی۔ ایسی حوریں ہوں گی جن کا دامن جن و انس میں سے کسی کے مَس سے میلا نہیں ہوا۔ سدا بہار میوے ہوں گے۔ میرے خیال میں ان بیانات کا مقصود یہ ہے کہ ان نادیدہ اور ناشنیدہ نعمتوں کی ایک سرسری کیفیت اور ایک سرسری جھلک سامنے آ جائے۔ حقیقت اِس سے بہت بلند اور انسانی فہم کی گرفت سے بہت بالا ہے۔ کیوں اِس شعر کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ غالب اِس حقیقت کا اظہار کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جنت اصلاً جو کچھ ہے اسے صرف عارف ہی جان سکتے ہیں۔ عوام نے اظہار و بیان کے مجازی پیراؤں کو حقیقت سمجھ لیا اور اِسی کو دلوں کی مسرت و شادمانی کا سرمایہ سمجھ کر قانع ہو گئے۔ (۱۰)

اُردو نثر کے حوالے سے مولانا مہر کا ایک اہم کارنامہ ''خطوطِ غالب'' کی تدوین ہے۔ غالب کے مکاتیب کو جدید اُردو نثر کے آغاز و ارتقا میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مکاتیب ہمیشہ اُردو خوانندگانِ کرام کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ مولانا مہر ان مکاتیب کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

> اِن مکاتیب پر ایک سو سال گزر چکے ہیں۔ ہمارے ہاں کے مشہور انشا پردازوں کے مکاتیب موجود ہیں مگر ایک میں بھی میرزا کے مکاتیب کی شان نظر نہیں آتی۔ (۱۱)

مولانا مہر کے مرتب کردہ ''خطوطِ غالب'' سے قبل مکاتیب غالب کے درج ذیل مجموعے شائع ہو چکے تھے:

(i)	عودِ ہندی	۲۷ اکتوبر ۱۸۶۸ء	مرتبہ: عبدالغفور سرور اور ممتاز علی خان
(ii)	اُردوئے معلّٰی	۶ مارچ ۱۸۶۹ء	زیرِ نگرانی: اسداللہ خان غالب
(iii)	اُردوئے معلّٰی (حصہ دوم)	۱۸۹۹ء	مرتبہ: مولانا الطاف حسین حالی
(iv)	اَدبی خطوطِ غالب	۱۹۲۹ء	مرتبہ: محمد حسن عسکری
(v)	مکاتیب غالب	۱۹۳۷ء	مرتبہ: مولانا امتیاز علی عرشی
(vi)	خطوطِ غالب	۱۹۴۱ء	مرتبہ: منشی مہیش پرشاد
(vii)	نادراتِ غالب	۱۹۴۹ء	مرتبہ: آفاق حسین آفاقی دہلوی

مولانا مہر کا تخصّص یہ ہے کہ اُنہوں نے سوائے ''مکاتیب غالب'' مرتبہ: مولانا امتیاز علی عرشی (ایک سو تیس خطوط)

اور ''نادراتِ غالب'' مرتبہ: آفاق حسین آفاقی (چھہتر خطوط) باقی تمام مجموعہ ہائے مکاتیب غالب کو یک جا کر دیا اور ''خطوطِ غالب'' کی ترتیب وتدوین میں نہایت محنت اور سلیقے سے کام لیا۔ تمام مکتوب الیہم کا اجمالاً یا تفصیلاً تعارف پیش کیا اور مکتوب الیہم کے نام سے درج ہونے والے خطوط کو تاریخ وار ترتیب دیا گیا۔ علاوہ ازیں حسب ضرورت حواشی کا اہتمام بھی کیا گیا۔ مولانا مہر نے خطوطِ غالب کے شروع میں ایک نہایت مفصل مقدمہ بھی رقم کیا جس میں غالب کے سوانحی حالات کے علاوہ غالب کی تصانیف اور اسلوبِ تحریر پر گراں قدر تبصرہ شامل ہے۔ پہلی مرتبہ ''خطوطِ غالب'' دو جلدوں میں شائع ہوئے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا مہر نے ''خطوطِ غالب'' کی تدوین کا کام انجام دے کر غالبیات سے دلچسپی رکھنے والے اُردو خواں طبقے کے لیے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ سید قدرت نقوی ''خطوطِ غالب'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> غالب کی تحریرات کا اتنا ضخیم مجموعہ اور کوئی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مولانا مہر کے حواشی نے اِس کی افادیت میں اور اَضافہ کر دیا ہے۔ مکتوب الیہم کا تعارف ایک گراں قدر کام ہے۔ مولانا مہر کا یہ کام غالبیات میں بہت اہم اضافہ ہے۔ (۱۲)

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ''محاسن خطوطِ غالب'' میں رقم طراز ہیں کہ:

> مہر صاحب نے مکتوب الیہم کے حالات، تاریخوں کی تقسیم واندراج اور بعض خطوط کے حواشی لکھ کر اُور خطوط کو ازسرِ نو تاریخ وار ترتیب دے کر پیش کیا۔ اس لحاظ سے یہ مجموعہ ''خطوطِ غالب'' زیادہ قابل قدر اُور غالب کی اُردو نثر کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے مفید ہے۔ (۱۳)

غالبیات کے حوالے سے مولانا مہر کے اہم کارناموں میں دیوانِ غالب کی تدوین بعنوان ''عکسی دیوانِ غالب مکمل'' ۱۹۶۷ء اور ''نوائے سروش'' ۱۹۶۹ء کے نام سے کلام غالب کی شرح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ دیوانِ غالب کے پہلے ایڈیشن ۱۸۴۱ء سے لے کر مفتی انوار الحق کے مرتبہ ''دیوانِ غالب جدید'' ۱۹۲۱ء معروف بہ نسخہ حمیدیہ اور پھر ۱۹۵۸ء میں مولانا امتیاز علی عرشی کے مرتبہ ''دیوانِ غالب'' تک دیوانِ غالب کو کئی ایک حضرات نے مرتب کیا اور اس کے بہت سے نسخے منظرِ عام پر آئے تاہم ۱۹۶۷ء میں مولانا مہر نے دیوانِ غالب کو ''عکسی دیوانِ غالب مکمل'' کے نام سے مرتب کر کے ایک ایسی نہایت اہم ادبی خدمت سرانجام دی جس کے طفیل قارئین اُردو کو دیوانِ غالب کے پہلے سے زیادہ مفید اور قابل اعتماد نسخے سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔

''عکسی دیوانِ غالب مکمل'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں مولانا مہر نے کلام غالب کی صحیح تاریخیں مستند مآخذ کی مدد سے رقم کر دی ہیں اور حواشی میں تصریحات بھی درج کی ہیں۔ اشعار کے معانی ومطالب کو واضح کرنے کے لیے ضرورت کے مطابق اشعار کے اندر رموزِ اوقاف کا استعمال کیا ہے اور تلفظ کی اغلاط سے بچنے کے لیے اشعار پر اعراب لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ خود مولانا مہر اَپنے مرتب کردہ دیوانِ غالب کے بارے میں ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

> میرے دیوان کی خصوصیت یہ ہے کہ اِس میں اوقاف ورموز بڑے اہتمام سے لگائے گئے ہیں۔ اَچھی سمجھ والا

آدمی دیوان کی شرح سے بے نیاز ہوجائے گا۔ شعر صحیح پڑھا جائے تو خود بخود سمجھ میں آجائے۔ (۱۴)

مولانا مہر کے ''عکسی دیوانِ غالب مکمل'' میں مقدمہ از مہر کے علاوہ غزلیات، قصائد، سہرا، مثنوی درصفت انبہ، قطعات و رباعیات کے علاوہ تین ضمیمہ جات بھی شامل ہیں۔ ضمیمہ اوّل میں وہ اشعار درج ہیں جو قبل ازیں دیوانِ غالب میں شامل نہ تھے۔ ضمیمہ دوم میں انتخاب نسخۂ حمیدیہ ہے اور ضمیمہ سوم قادر نامہ اور پنج آہنگ پر مشتمل ہے۔

غالب کے فارسی کلام کے بارے میں مولانا مہر کا خیال تھا کہ اُسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے شائع کیا جانا چاہئے۔ وہ ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

> مجھ سے پوچھا جائے تو عرض کروں گا کہ پورے فارسی کلام کو کلیات کی شکل میں چھاپنے کی بجائے یہ مناسب ہوگا کہ قطعات و مثنویات ایک جلد میں چھاپی جائیں۔ قصائد ایک جلد میں، غزلیات و رباعیات ایک جلد میں۔ اگر تین کی بجائے چار جلدیں کر لی جائیں تو اور بھی اچھا ہے۔ (۱۵)

چنانچہ مولانا مہر نے اپنے انہی خیالات کے پیش نظر ۱۹۶۹ء میں غالب صدی کے موقع پر ابتداً ''قصائد و مثنویاتِ فارسی'' کے عنوان سے غالب کے فارسی قصائد اور مثنویات کو مرتب کیا اور مجلس یادگارِ غالب پنجاب یونیورسٹی لاہور نے مولانا مہر کے اِس کام کو کتابی صورت میں شائع کیا۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مولانا غلام رسول مہر نے غالب کی حیات اور فکر و فن کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے بے شمار تحقیقی و تنقیدی مضامین رقم کیے جو مختلف علمی و ادبی مجلّات میں شائع ہوئے۔ ان میں سے چند مضامین کی فہرست درج ذیل ہے:

۱-	غالب - دو شعر، دو ستارے	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۶۳ء
۲-	مرزا غالب اور میر تقی میر	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۶۹ء
۳-	مرزا غالب کی شاعری کے بعض پہلو	آج کل، دہلی، بھارت	فروری ۱۹۶۹ء
۴-	داستانِ فرہاد اور غالب کا تصورِ محبت	العلم، کراچی	جنوری تا مارچ ۱۹۶۹ء
۵-	پیغام بسلسلہ یوم غالب	اردو نامہ، کراچی، شمارہ: ۵۳	۱۰ فروری ۱۹۶۵ء
۶-	فکر غالب کی معجز نمائیاں	افکار، کراچی	فروری مارچ ۱۹۶۵ء
۷-	نسخہ حمیدیہ طباعت و تحقیق کی داستان	اقبال، لاہور	اپریل ۱۹۶۹ء
۸-	غالب اور فرہاد	انجام، کراچی	۲۸ فروری ۱۹۶۶ء
۹-	دستنبو واقعاتی پس منظر میں	تحریک، دہلی، بھارت	فروری ۱۹۶۹ء
۱۰-	غدر ۱۸۵۷ء خطوطِ غالب کے آئینے میں	تحریک، دہلی، بھارت	فروری ۱۹۶۹ء
۱۱-	افکار غالب کے نئے زاویے	صحیفہ، لاہور	جنوری ۱۹۶۹ء

۱۲-	صدسالہ جشن غالب	قومی زبان، کراچی	اپریل ۱۹۶۹ء
۱۳-	اشاریہ غالب مرتبہ معین الرحمٰن	قومی زبان، کراچی	نومبر ۱۹۷۱ء
۱۴-	غالب کی انسان دوستی	لیل ونہار، کراچی	۱۵ فروری ۷۱ء
۱۵-	جنگِ آزادی کی کہانی غالب کے مکاتیب میں	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۵۳ء
۱۶-	غالب کی شاعری	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۶۴ء
۱۷-	غالب کے آٹھ شعر	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۶۵ء
۱۸-	میرزا غالب کے چند شعر	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۶۷ء
۱۹-	غالب کا تصورِ جنت ودوزخ	ماہ نو، کراچی	جنوری،فروری ۱۹۶۹ء
۲۰-	حیاتِ غالب- چند گذارشیں	ماہ نو، کراچی	جنوری،فروری ۱۹۶۹ء
۲۱-	حیاتِ غالب- چند گذارشیں	ماہ نو، کراچی	فروری ۱۹۷۱ء
۲۲-	مرزا غالب کی صدسالہ برسی	ماہ نو، کراچی	جنوری،فروری ۱۹۶۹ء
۲۳-	بیاض غالب کی دریافت	نقوش، لاہور	جولائی ۱۹۷۰ء
۲۴-	لطائفِ غیبی (غالب نمبر)	اردوئے معلیٰ، دہلی	فروری ۱۹۶۰ء
۲۵-	احوالِ غالب کی گم شدہ کڑیاں	آج کل، دہلی	فروری ۱۹۵۷ء
۲۶-	غالب کی خاندانی پنشن	علی گڑھ میگزین	۱۹۴۸-۴۹ء
۲۷-	میرزا غالب کی والدہ ماجدہ	دبستان، شمارہ غالب	
۲۸-	غالب شاعر امروز وفردا	روزنامہ ''امروز'' لاہور	۲ نومبر ۱۹۷۰ء
۲۹-	میرزا غالب	فولیو- (غالب نمبر) مجلّہ FC کالج، لاہور	۱۹۶۷ء
۳۰-	میرزا غالب نقاد کی حیثیت سے	المعارف، لاہور	فروری ۱۹۶۹ء
۳۱-	میرزا غالب کا مقامِ شعر گوئی	اوراق، لاہور	اپریل ۱۹۶۹ء
۳۲-	میرزا غالب کا فارسی کلام	فنون، لاہور	مئی، جون ۱۹۶۹ء
۳۳-	غالب کے ہم معنی اردو اور فارسی اشعار	اردو (غالب نمبر) کراچی	۱۰ فروری ۱۹۶۵ء
۳۴-	غالب کا سفر کلکتہ	اُردو، اورنگ آباد، قومی زبان کراچی	
۳۵-	غالب اور میں	محمل (غالب نمبر) مجلّہ اسلامیہ کالج برائے خواتین، لاہور	۱۹۷۰ء
۳۶-	غالب اور اُس کے نقاد	جامعہ، دہلی	دسمبر ۱۹۴۵ء

غالب شناسی کے حوالے سے مولانا غلام رسول مہر کے وہ خطوط بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں جو اُنھوں نے سید

قدرت اللہ نقوی کے نام تحریر کیے اور نقوی صاحب نے ان خطوط کو مرتب کر کے خطوط کے اس مجموعے کا نام ہی ’غالب آ گہی‘ رکھ دیا۔ مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور نے ۱۹۹۲ء میں خطوط کے اس مجموعے کو شائع کیا۔ ان خطوط میں غالب کی شخصیت اور فکر وفن کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے موجود مباحث مولانا مہر کی غالبیات کے موضوع سے گہری دلچسپی اور شناسائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مولانا مہر کو غالب کے سینکڑوں اشعار اس طرح ازبر تھے کہ وہ اُن کی زبان کا محاورہ بن چکے تھے۔ چنانچہ مولانا جب اپنے احباب کے نام خطوط رقم کرتے ہیں تو وہ موقع ومحل کی مناسبت سے اس خوب صورتی کے ساتھ مرزا کے اشعار کا استعمال کرتے ہیں کہ جس سے اِن اشعار کی معنویت اور بھی اُجاگر ہو کر سامنے آتی ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔ مولانا اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

> اِن صاحب کے صحیح یا غلط انتقادات سے میں کیا متاثر ہو سکتا ہوں؟ کیوں یہ فرض کر لوں کہ میں دنیا میں معصوم ہوں اور کسی کو میرے خلاف کچھ نہ لکھنا چاہیے؟ غالب بے چارے کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔ اُس نے کتنی سچی اور پختہ بات کہہ دی:

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے (۱۶)

ڈاکٹر ایوب قادری اپنے مضمون ”غلام رسول مہر“ میں مولانا مہر کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> مہر صاحب غالب پرسند کا درجہ رکھتے تھے۔ (۱۷)

اسی طرح ڈاکٹر فرمان فتح پوری اپنے مضمون ”غالب شاعر امروز وفردا“ میں لکھتے ہیں کہ:

> اُردو تحقیق وتنقید میں مولانا غلام رسول مہر کو جو اعزاز اور بلند مقام حاصل ہے وہ غالب اور غالبیات پر گہری نظر رکھنے ہی کا انعام ہے۔ (۱۸)

مولانا غلام رسول مہر نے اُردو زبان وادب کے لازوال شاعر اور نثار میرزا اسداللہ خان غالب کے محاسنِ نظم ونثر کے بیان کو جس انہماک اور تسلسل کے ساتھ اپنی توجہ کا مرکز بنایا، اس سے اُن کی اُردو زبان وادب اور غالبؔ کے ساتھ خصوصی دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ مولانا مہر نے غالب کے اُردو اور فارسی نثری سرمائے سے ”غالب“ کو مرتب کیا۔ غالبؔ کے اُردو اور فارسی کلام کی تدوین کی، اُردو خطوط کو دو جلدوں میں از سرِ نو ترتیب دیا، غالب کے اُردو دیوان کی ’نوائے سروش‘ کے نام سے شرح لکھی علاوہ ازیں غالب کے احوال اور نظم ونثر کے حوالے سے بیسیوں نہایت قیمتی تحقیقی مقالے رقم کیے۔ مولانا غلام رسول مہر کی علمی وادبی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں کہ جب غالبؔ اُن کی نظروں سے اوجھل ہوا ہو۔

حوالہ جات

۱۔ غلام رسول مہر، مولانا، مضمون: مرزا غالب کی شاعری کے بعض خاص پہلو، مشمولہ: مجلّہ، آج کل، دہلی، فروری ۱۹۶۹، ص ۴۶

۲۔ ایضاً، مضمون: مرزا غالب نقاد کی حیثیت سے، مشمولہ: مجلّہ: المعارف، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، فروری ۱۹۶۹ء، ص ۴

۳۔ ایضاً، مضمون: افکار غالب کے نئے زاویے، مشمولہ: مجلّہ: صحیفہ، مجلس ترقی ادب، لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء، ص ۴۷۰

۴۔ ایضاً

۵۔ شفیق احمد، ڈاکٹر: مولانا غلام رسول مہر- حیات اور کارنامے، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۲۸۱

۶۔ الطاف فاطمہ، مضمون: اُردو سوانح نگاری، مشمولہ: تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، دسویں جلد، طبع اوّل، نجاب یونیورسٹی، لاہور، فروری ۱۹۷۲ء، ص ۶۰۹

۷۔ غلام رسول مہر، مولانا: خطوط، مرتبہ: سید انیس شاہ جیلانی، المہر، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۲۵۷

۸۔ ایضاً، ص ۲۶۸

۹۔ اسداللہ خان غالب، مرزا: دیوان غالب،

۱۰۔ غلام رسول مہر، مولانا، مضمون: غالب کا تصور جنت و دوزخ، مشمولہ: مجلّہ: ماہ نو، کراچی، فروری ۱۹۵۶ء، ص ۸

۱۱۔ ایضاً، مضمون: غالب- چند گزارشیں، مشمولہ: مجلّہ: ماہ نو، کراچی، فروری ۱۹۷۱ء، ص ۱۰

۱۲۔ ایضاً، مضمون: مشمولہ: مجلّہ اُردو، کراچی، شمارہ اوّل، ۱۹۷۰ء، ص ۱۸۱

۱۳۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر: محاسن خطوطِ غالب، مکتبہ خیابان ادب، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۱۰

۱۴۔ غلام رسول مہر، مولانا م: گنجینہ مہر، مرتبہ: محمد عالم مختار حق، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۸ء، ۱/۲۶

۱۵۔ غلام رسول مہر، مولانا، مضمون: مرزا غالب کی صد سالہ برسی، مشمولہ: مجلّہ: ماہ نو، کراچی، فروری ۱۹۶۶ء، ص ۸

۱۶۔ غلام رسول مہر، مولانا م: گنجینہ مہر، مرتبہ: محمد عالم مختار حق، ۱/۴۷

۱۷۔ مضمون: غلام رسول مہر، از ڈاکٹر ایوب قادری، مشمولہ: کاروان رفتہ، مکتبہ اسلوب، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۱۷۳

۱۸۔ مضمون: غالب شاعر امروز و فردا، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، مشمولہ: مجلّہ: ماہ نو، کراچی، فروری ۱۹۷۰ء، ص ۲۲